

103422-خاوند اور بیوی کا نقصہ کے متعلق اختلاف

سوال

میں دو برس سے شادی شدہ ہوں اور میری ایک بچی بھی ہے، میری بنیادی طور پر مشکل بیوی کے ساتھ گھر یا خراجات کے متعلق ہے، میں آپ سے انصاف چاہتا ہوں تاکہ نہ تو بیوی پر ظلم ہو اور نہ ہبھی جان پر ظلم کا باعث بنوں۔

میں ملازم ہوں اور میری تجوہ (8360) ریال ماہانہ ہے، میری بیوی بھی ملازمت کرتی ہے اور اس کی تجوہ (1880) ریال ہے، میں نے اپنے آپ سے یہ وعدہ کر لکھا ہے آئندہ مستقبل کے لیے ہر ماہ تین ہزار ریال، پاکر جمع کرتا ہوں گا تاکہ گھر وغیرہ کی تعمیر کر سکیں، اور باقی (5360) ریال گھر یا خراجات میں صرف کروزگا، اور اس میں کچھ مچانے کی کوشش نہیں کروزگا، ہم متوسط قسم کے لوگوں میں شامل ہوتے ہیں، اور گھر اور بچی کے سارے خراجات میں بھی برداشت کرتا ہوں، بیوی اپنا ذاتی خرچ یعنی اپنا بیان اور تخفیف وغیرہ بھی خریدنے کی پابند ہے، لیکن وہ اپنی تجوہ دو ہفتوں میں ہی اڑادیتی ہے، میں اسے تجوہ سے زائد رقم دیتا ہوں، حالانکہ اسے اس کی تجوہ پوری آنی چاہیے، کیونکہ وہ گھر یا خراجات میں کچھ خرچ نہیں کرتی۔

بیوی ملازمت کرتی ہے اس سے بچی کی پرورش کے لیے بھی اخراجات اور ملازمہ وغیرہ کی ضرورت ہے، اور بچی پر پانچ سوریال ماہانہ کا خرچ ہوتا ہے، کیا بچی کی پرورش کا خرچ میرے ذمہ ہے یا کہ اس کی والدہ ادا کر لی؟ اور اگر میرے ذمہ ہے تو کیا میرے ذمہ ہے تو بیوی کو تجوہ کے علاوہ بھی کچھ دینا واجب ہوگا حالانکہ گھر یا خراجات تو میں ہی برداشت کرتا ہوں؟ بالفرض بیوی ملازمت چھوڑ کر گھر بیٹھ جائے تو اسے ماہانہ جیب خرچ کتنا ملنا چاہیے، جس میں بیان اور تخفیف جات کا بھی خرچ ہو، یہ علم میں رہے کہ اگر ایسا کیا جائے تو ایک سے چار ہزار ریال خرچ کر سکتی ہے، برائے مربانی اس کا تفصیلی جواب دیں؟

پسندیدہ جواب

اول :

اہل علم کا اتفاق ہے کہ نکاح کے نتیجہ میں بیوی کا ننان و نقصہ واجب ہو جاتا ہے، اور یہ نقصہ معروف طریقہ سے کرنا چاہیے اور بیوی کا ننان و نقصہ اس حسن سلوک میں شامل ہوتا ہے جس کا حکم دیتے ہوئے اللہ نے فرمایا:

﴿أَوْرَانِ عَوْرَتُوْنَ كَسَّاْتُهُنَّ حَسَنَ مَعَاشرَتِ اعْتِيَارَ كَرُوا﴾ النساء (19).

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿چاہیے کہ مادر آدمی اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جس کی روزی تنگ ہو وہ اللہ کے دلیل ہونے سے خرچ کرے، اللہ تعالیٰ کسی بھی جان کو اتنا ہی ملکف کرتا ہے جو قدر اسے دیا ہے﴾ الطلاق (7).

ایک دوسرے مقام پر فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿أَوْرَانِ حَسَنَ كَاهْبَجَ ہے اس کے ذمہ ان عورتوں کا ننان و نقصہ اور ان کا بیان کو اس کی وسعت و طاقت سے زیادہ ملکف نہیں کیا جائیگا﴾ البقرة (233).

اہل و عیال پر خرچ کرنے والے کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاں بہت زیادہ اجر عظیم حاصل ہو گا کیونکہ اس نے اپنی بیوی اور اولاد کی دیکھ بھال کی اور ان کی ضروریات پوری کیں اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا برہتا ہے۔

مزید آپ سوال نمبر (22063) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں۔

دوم:

بیوی پر اپنے خاوند کی اطاعت کرنا اور گھر میلو کام کا جگہ خیال اور بچوں کی دیکھ بھال اور تربیت کرنا واجب ہے، اور یہ اشیاء اس پر خاوند کے حقوق میں شامل ہوتی ہیں، اس لیے ان حقوق کی بہتر طریقہ سے ادا نیگی کرنا واجب ہے۔

اگر بیوی گھر سے باہر جا کر ملازمت اور کام کرتی ہو اور اس کے نتیجہ میں خاوند کے ان حقوق میں خلل پیدا ہو تو اس کے نتیجہ میں درج ذیل شرعی امور مندرج ہوں گے:

اگر بیوی نے عقد نکاح میں ملازمت جاری رکھنے یا ملازمت کرنے کی شرط رکھی اور خاوند نے عقد نکاح کے وقت اسے قبول کر لیا تھا تو پھر نکاح کے بعد بیوی کا ملازمت کے لیے جانا صحیح ہے اس میں کوئی حرج نہیں، اور ملازمت سے حاصل ہونے والی تnoxah اور مال بیوی کا خاص ملکیتی حق ہے، خاوند اپنی بیوی کی رضامندی اور خوشی کے بغیر تnoxah میں سے کچھ بھی نہیں لے سکتا، اور بیوی کو اپنی تnoxah مرضی کے مطابق خرچ کرنے کا حق حاصل ہے، اس کی تفصیل سوال نمبر (4037) اور (21684) کے جوابات میں بیان ہو چکی ہے۔

لیکن اس صورت میں بھی بیوی کا ننان و نفقة اور اخراجات خاوند کے ذمہ واجب ہو گا، وہ بیوی کے کھانے پینے اور بس و رہائش مہیا کرنے کا پابند ہے، جب اس نے عقد نکاح کے وقت ملازمت کی شرط قبول کی اور شادی کے بعد بیوی کی ملازمت پر راضی ہوا تھا تو اسے اور اک تھا کہ بیوی کے ملازمت پر جانے کے اوقات میں اسے بچوں کی دیکھ بھال اور تربیت کے لیے کسی آیا کی ضرورت ہو گی، اور اس کے نتیجہ میں اسے مزید اخراجات کا سامنا کرنا پڑے گا، اور پھر مسلمان تو اپنی شرطوں پر قائم رہتے ہیں۔

لیکن اگر بیوی نے عقد نکاح کے وقت ملازمت کی شرط نہیں رکھی تھی تو پھر خاوند اسے گھر سے باہر جانے سے روک سکتا ہے، اور بیوی کو اپنے خاوند کے اس فیصلہ کو رد کرنے کا حق نہیں۔

اور اگر تو اس سے انکار کرتی ہے تو وہ باغران اور نشر کلائیگی، اس صورت میں بیوی کا ننان و نفقة ساقط ہو جائیگا، اور خاوند کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ اگر وہ ملازمت کرنا چاہتی ہے تو بچوں کی دیکھ بھال اور پورش کے اخراجات اٹھائیگی، یا پھر گھر میلو اخراجات میں خاوند کی معاونت کر گئی، یا پھر وہ اپنی تnoxah سے اپنے اخراجات برداشت کر گئی، شرط کے بعد اگر وہ ملازمت کے لیے جانا چاہے تو اسے اس شرط پر پورا اتنا ہو گا۔

بحر الرائق میں درج ہے:

"خاوند اپنی کام کرنے اور دھلائی وغیرہ کا کام کرنے والی بیوی کو کام سے روک سکتا ہے؛ کیونکہ بیوی کے گھر سے باہر جانے میں خاوند کو ضرر ہے، بلکہ وہ بیوی کو ہر قسم کی آمدنی والے کام سے منع کر سکتا ہے؛ اس لیے خاوند کے اخراجات ہونے کی بناء پر بیوی آمدنی سے مستغنی ہے" انتہی مختصر ادیکھیں: البحر الرائق (4/212).

سوم:

رہانان و نفقة کی مقدار کے متعلق تو اس میں "کفایت" یعنی کافی ہونے کا اصول ہے، اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ فرمانا ہے کہ :

"تم بہتر طریقہ سے اتنا کچھ لے لیا کرو جو تمیں اور تمہارے بچے کو کافی ہو"

صحیح بخاری حدیث نمبر (5364) صحیح مسلم حدیث نمبر (1714).

لیکن اس میں خاوند کی حالت کا خیال رکھا جائیگا کہ آیا وہ غریب و قصیر ہے یا غنی و مالدار، اس لیے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

[وَسُوتْ وَالاَهْنِيْ وَسُوتْ كَمَا طَابَتْ خَرْجَ كَرَءَ، اَوْ جِسْ پَرْ اَسْ كَارْزَنْ تَنْگَ كَرْ دِيَگِيَا ہُوْ تَوْهَدَ اَسْ مِيْنَ سَيْرَ خَرْجَ كَرَءَ جَوَ اللَّهُ تَعَالَى نَهَى اَسْ مِيْنَ سَيْرَ خَرْجَ كَرَءَ، اللَّهُ تَعَالَى كَمْ بِيْ جَانَ كَوَاسْ كَيْ استطاعتْ سَيْرَ زِيَادَهَ مَكْفَتْ نَهَىْ كَرَتَهَا، عَتَرِيْبَ تَنْگَ كَمَا بَعْدَ اللَّهُ سبحانَهُ وَتَعَالَى آسَانِيْ پَيَادَهَ كَرْ دِيَگَا]۔ الطلق (7).

مزید آپ الموسوعۃ الفقہیۃ (39/41) کا مطالعہ بھی کریں۔

اور یہ کفایت ایک علاقے اور ملک و شہر اور وقت کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے، لیکن اس کو مکمل مقرر کرنے کے لیے تجربہ کا را اور متوسط طبقہ سے رجوع کیا جائیگا، اور اگر خاوند و یوی اس میں اختلاف کریں تو انہیں قاضی سے فیصلہ کرنا چاہیے تاکہ وہ ضرورت پورا کرنے کے لیے ان میں ایک حد مقرر کر سکے۔

اور کفایت میں معتبر چیز کھانا پینا اور لباس کے ساتھ علاج معاجمہ بھی شامل ہے، اس کے علاوہ باقی دوسرے زائد اخراجات اور تختہ جات وغیرہ شامل نہیں ہونگے، یا تو خاوند اور یوی دونوں ایک معین مبلغ پر متفق ہو جائیں، یا پھر وہ اپنا معاملہ قاضی کی عدالت میں پیش کریں تاکہ وہ جو مناسب سمجھے مقرر کر دے۔

لیکن ہم آپ کو یہی ترغیب دلانیں گے اور یہی نصیحت کریں گے کہ آپ معاملات کو بہتر طریقہ سے بینڈ کریں اور درگزر سے کام لیتے ہوئے ایک ایک ریال کا حساب مت کرنا شروع کر دیں، بلکہ سخاوت آپ کا طریقہ اور اخلاق ہونا چاہیے، کیونکہ آپ اپنے سب سے قریب تر جو آپ کے اہل و عیال ہیں پر خرچ کر رہے ہیں، اس لیے آپ مال و افر کرنے کے لیے ان پر تنگی کا باعث نہ بن جائیں، یا پھر کہیں یہ چیز آپ کے اور ان کے درمیان مخالفت کا سبب نہ ہو۔

کیونکہ گھر کی سعادت و خوشی تو جموں مستقبل کو محفوظ کرنے سے بہتر و اولیٰ ہے، اور ہو سکتا ہے جب آپ یوی کی عزت و تحریم کرتے ہوئے اس سے درگزر کریں اور اس کی محبت اپنے اندر پیدا کریں تو اس کے نتیجہ میں بطور احسان وہ بھی احسان کرے، اور اس طرح آپ کے گھر کی سعادت و خوشی لوٹ آئے، اور گھر میو اخراجات میں مدد و معاون ہو جائے۔

مزید آپ سوال نمبر (3054) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں۔

واللہ اعلم۔